۲۲۔ بابِ امر بالمعروف و نہی عن المنکر

تمہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کاربند ہونا چاہئے یعنی اچھی بات کا حکم دینا چاہئے اور بُری بات سے منع کرنا چاہئے کیونکہ اسی پر دین کا دار و مدار ہے اور اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے الہامی کتابیں نازل کیں اور اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔ اس امر کے واجب ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کتاب و سنّت میں جابہ جا اس کو اپنانے کی تاکید اور اس کے ترک کرنے پر تنبیہ ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۳:۱۰۴)

ترجمہ: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بُری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں کئی مقامات پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اہلِ ایمان کا وصف قرار دیا ہے۔ بعض مواقع پر اس امر کا ذکر ایمان سے اور بعض مواقع پر نماز ادا کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے بھی پہلے کیا ہے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے:

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ

كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ

لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (۵:۷۸،۷۹)

ترجمہ: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر۔ یہ بدلہ ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بُری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے۔

اللہ پاک کا یہ بھی فرمان ہے:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً ۖ

وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ(۸:۲۵)

ترجمہ: اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہر گز تم میں خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

’ تم میں سے کوئی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے اور (اس کی) استطاعت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو کم از کم دل میں اس کو برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔‘

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے:

’قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے (تم لوگ) نیکی کی تلقین کیا کرو، اور برے کاموں سے روکا کرو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی سزا دے کہ تم اس سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو‘

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

’جو (شخص) چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور بڑوں کا احترام نہ کرے اور جو نیکی کا حکم نہ کرے اور برائی سے منع نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں‘۔

جان رکھو کہ نیکی کا حکم کرنا اور بدی سے روکنا فرضِ کفایہ ہے، یعنی اگر (معاشرے کے) کچھ لوگ (بھی) اس پر کاربند ہو جائیں تو باقی لوگوں پر سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے تاہم اس پر کاربند ہونے والوں کو بہت خاص ثواب ملتا ہے۔ اور اگر کوئی بھی یہ فرض ادا نہیں کرتا تو اس کا ذمہ دار ہر وہ شخص ہوگا جسے اس کے بارے میں علم ہو اور وہ اس پر عمل کی قدرت بھی رکھتا ہو۔ تم کسی کو نیکی ترک کرتے ہوئے یا برائی میں مبتلا ہوتے ہوئے دیکھو تو تم پر لازم ہے کہ متعلقہ عمل اور اس کے اثرات و نتائج کے بارے میں اس شخص کو آگاہ کر دو۔ اگر وہ باز نہ آئے تو اسے سمجھانے کی کوشش کرو۔ پھر بھی باز نہ آئے تو بُرے عمل کے نتائج سے ڈرانے کی سعی کرو۔ یہ طریقہ بھی کارگر نہ ہو تو پھر اس پر سختی کرو۔ ضرورت پڑے تو بُرے کام سے روکنے کے لیے اس کی پٹائی بھی کر دو۔ اس (بُرائی کے) کام میں استعمال ہونے والے آلات کو توڑ دو۔ شراب کو بہا دو اور ناجائز طور پر حاصل کی ہوئی رقم کو اس کے جائز حق داروں کے حوالے کر دو۔ یہ آخری صورت ان لوگوں کے لئے ہی روا ہے جو خالص اللہ والے ہیں یا وہ

اہل کار جنہیں حکومتِ وقت نے اس کام پر مقرر کیا ہو۔ پہلی دو صورتیں جو وعظ و نصیحت پر مشتمل ہیں ان سے تو کوئی جاہل، خبطی یا نااہل عالم ہی صرفِ نظر کر سکتا ہے۔

جان رکھو کہ واجب نیک امور کا حکم دینا اور حرام چیزوں سے باز کرنا ہم پر لازم ہے اور پسندیدہ باتوں کی تلقین کرنا اور مکروہ کاموں سے منع کرنا بذاتِ خود ایک مستحب امر ہے۔

جہاں تمہاری تلقین پر کان نہ دھرے جائیں اور بُرے کام بند نہ کئے جائیں تم پر لازم ہے کہ ایسی جگہ کو اور وہاں برائی میں مبتلا افراد کو چھوڑ دو جب تک کہ وہ اللہ کے احکام کی طرف لوٹ نہیں آتے۔ اسی طرح تمہیں گناہوں اور ان کا ارتکاب کرنے والوں سے بھی کراہت آنی چاہیئے اور اللہ کے لئے ان سے بغض رکھنا چاہیئے۔ ایسا کرنا ہر اہلِ ایمان پر واجب ہے۔

اگر کوئی تمہارے ساتھ ظلم و زیادتی روا رکھے یا تمہاری بے عزّتی کرے اور اس پر تمہیں غصہ آجائے اور وہ غم و غصہ اس سے زیادہ ہو جو تمہیں کوئی بھی بُرا کام دیکھنے سے آتا ہے تو سمجھ لو کہ تمہارا ایمان ابھی کمزور ہے اور تمہارا مال اور تمہاری عزّت تمہیں دین سے زیادہ عزیز ہیں۔

جہاں تمہیں یقین ہو کہ تمہاری امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین سُنی نہیں جائے گی یا قبول نہیں کی جائے گی اور اس تلقین کے نتیجے میں تمہیں جان و مال کا خطرہ ہو سکتا ہے تو وہاں تمہیں خاموش رہنے کی اجازت ہے۔ یہ وہ صورت ہے جس میں ایک واجب ایک فضلِ عظیم میں ڈھل جاتا ہے اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ مومن شخص اللہ سے بے حد محبت کرتا ہے

اوراس کی ذات کو سب پر ترجیح دیتا ہے۔اگر تمہیں معلوم ہو کہ کہیں منع کرنے پر بُرائی اور بھی بڑھ سکتی ہے یا ایسا کرنے سے تمہیں ہی نہیں دیگر مسلمانوں کو بھی نقصان ہو سکتا ہے تو ایسے میں سکوت بہتر بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہو جاتا ہے۔

مُداہنَت سے خبر دار رہو کیونکہ یہ ایک جرم ہے۔مداہنت یہ ہے کہ انسان (برائی دیکھ کر بھی) اس ڈر سے خاموش رہے کہ بُرے یا فاسق شخص سے حاصل ہونے والا مقام و مرتبہ،دولت یا کوئی اور فائدہ کہیں اس کے ہاتھ سے جاتا نہ رہے۔

یہ بات بھی خوب جان لو کہ جب تم کسی امر کی تلقین کرو یا اس سے منع کرو تو تمہارا یہ عمل خالصتاً رضائے الٰہی کے لئے ہونا چاہئے۔ایسی بات تمہیں نرمی،دانش مندی اور بہت شفقت سے کرنی چاہئے کیونکہ یہ اوصاف اپنے نفس کی بات ماننے والے شخص میں جمع نہیں ہو سکتے۔ان اوصاف کے حامل شخص کے الفاظ موثر ہو جاتے ہیں،اس کی باتیں دلوں میں گھر کر جاتی ہیں، کانوں میں رس گھولتی ہیں اور اس کی بات کو شائد ہی کوئی مسترد کرے۔

جس کا دھیان ہر دم اللہ کی طرف رہتا ہے،جو اسی پر توکل کرتا ہے اور اس کے بندوں پر رحم کرتا ہے ایسا شخص حتی المقدور ہر اس برائی کے خاتمے کے درپے ہوتا ہے جو اسے نظر آجائے۔

(بے جا) تجسس سے بھی خبردار رہو یعنی دوسرے مسلمانوں کے نجی معاملات اور ان کی پوشیدہ خطاؤں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے:

’ جو شخص اپنے بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو تلاش کرے گا اور جس کے عیوب اللہ تلاش کرنا شروع کردے اسے رسوا کر کے رکھ دے گا خواہ وہ اپنے گھر کا ہی کیوں نہ ہو رہے‘۔

یاد رکھو کہ پوشیدہ گناہ کا ضرر اس کا ارتکاب کرنے والے تک ہی محدود ہے لیکن جب وہ ظاہر ہو جائے اور اسے روکا بھی نہ جائے تو اس کا نقصان عام ہو جاتا ہے۔

اگر کسی علاقے میں گناہ اور بُرائی ظاہر و باہر طریقے سے پھیل جائیں اور حق کی قبولیت کی کوششوں کا ثمرہ سوائے مایوسی کے کچھ نہ نکلے تو ایسی صورت میں سلامتی اسی میں ہے کہ یا تو تم کنارہ کش ہو جاؤ یا وہاں سے کہیں اور ہجرت کر جاؤ کیونکہ جب کسی بستی پر عذاب نازل ہوتا ہے تو وہاں رہنے والے نیک و بد دونوں ہی اس کی لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ یہ عذاب کوتاہی کرنے والے مومن کے لیے کفارہ اور رحمت بن جاتا ہے جبکہ دوسروں کے لیے سزا اور مصیبت ثابت ہوتا ہے۔

اور اللہ ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔